اعلیٰ حضرت مجددِ دین وملت امامِ اہلسنّت شاہ مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کے اِرشادات کا مجموعہ

مُسمّٰی بنامِ تاریخی

اَلمَلفُوظ (مکمل 4 حصے)

۱۳۳۸ھ
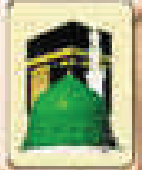
معروف بہ

ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

﴿مع تخریج وتسہیل﴾

مؤلّف:

شہزادۂ اعلیٰحضرت تاجدارِ اہلسنّت مفتیٔ اعظم ہند

حضرتِ علامہ مولانا محمد مصطفٰی رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن

پیش کش

مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

ناشِر

مکتبۃُ المدینہ بابُ المدینہ کراچی

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّ حِیۡم ط

نام کتاب: **الملفوظ**

پیش کش: مجلس اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیّۃ

سِنِ طَباعت: 12 جُمادَی الاُخرٰی 1430ھ، بمطابق 5 جون 2009ء

قیمت:

ناشر: **مَکْتَبَۃُ الْمَدِیْنَہ** فیضانِ مدینہ محلّہ سوداگران پرانی سبزی منڈی باب المدینہ (کراچی)

E.mail:ilmia26@dawateislami.net

E.mail.maktaba@dawateislami.net

Ph:4921389-90-91 Ext:1268

توکُّل کی تعریف

اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ **امام اَحمد رضا خان** علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فرماتے ہیں: توکُّل ترکِ اسباب کا نام نہیں بلکہ اعتماد علی الاسباب کا ترک ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۴ ص ۳۷۹) **یعنی** اسباب ہی کی چھوڑ کر دینا توکُّل نہیں ہے توکُّل تو یہ ہے کہ اسباب پر بھروسہ نہ کرے۔

ہوا، اِن کی جو جو علامتیں صحیح حدیثوں میں ارشاد فرمائی ہیں سب اِن میں موجود ہیں۔

تُحَقِّرُوْنَ صَلَاتَکُمْ مَعَ صَلَاتِہِمْ وَصِیَامَکُمْ مَعَ صِیَامِہِمْ وَاَعْمَالَکُمْ مَعَ اَعْمَالِہِمْ — تم اُن کی نماز کے آگے اپنی نماز کو حقیر جانو گے اور اُن کے روزوں کے آگے اپنے روزوں کو اور اُن کے اعمال کے آگے اپنے اعمال کو۔

(مؤطا امام مالك، كتاب القران، باب ماجاء فى القران، حديث٤٨٧، ج١، ١٩٥)

یَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَاتُجَاوِزُ طَرَاقِیَھُمْ — قرآن پڑھیں گے ان کے گلوں سے نیچے نہیں اترے گا۔

یَقُوْلُوْنَ مِنْ قَوْلِ خَیْرِ الْبَرِیَّۃِ "بظاہر وہ بات کہیں گے کہ سب کی باتوں سے اچھی معلوم ہو یا "مِنْ قَوْلِ خَیْرِالْبَرِیَّۃِ" بات بات پر حدیث کا نام لیں گے۔ (جامع ترمذی، كتاب الفتن، باب فى صفة المارقة، الحديث٢١٩٥، ج٤، ص٨٠)

اور حال یہ ہوگا کہ

یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ کَمَا یَمْرُقُ السَّھْمُ مِنَ الرَّمِیَّۃِ — دین سے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ سے۔

"سِیْمَاھُمُ التَّحْلِیْقُ" ان کی علامت یہ ہے کہ اُن میں سے اکثر سر مونڈے۔ (مسند امام احمد، مسند البصريين،حديث ١٩٨٠٤، ج٧، ص١٨٣)

"مُشَمِّرِی الْاُزُرِ" گُھٹنی ازاروں والے۔

اِن کے پیشوا ابنِ عبدالوہاب نجدی کو سر مُنڈانے میں یہاں تک غُلُوّ (یعنی اصرار) تھا کہ عورت اُس کے دینِ ناپاک میں داخل ہوتی اُس کا بھی سر منڈا دیتا کہ یہ زمانۂ کفر کے بال ہیں اِنہیں دور کر۔ یہاں تک کہ ایک عورت نے کہا جو مرد تمہارے دین میں آتے ہیں اُن کی داڑھیاں منڈوایا کرو کہ وہ بھی تو زمانۂ کفر کے بال ہیں، اس وقت سے باز آیا، اور اب وہابیہ کو دیکھئے ان میں اکثر وہی سر منڈانے اور گُھٹنے پائنچے والے ہیں۔

گُستاخِ رسول

﴿اسی سلسلے میں ارشاد فرمایا﴾ کہ غزوۂ حُنین میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو غنائم (غنیمت کی جمع) تقسیم فرمائے اس پر ایک وہابی نے کہا کہ میں اس تقسیم میں **عدل** (یعنی انصاف) نہیں پاتا کیونکہ کسی کو زیادہ کسی کو کم عطا فرمایا۔ اس پر فاروقِ اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (عَزَّوَجَلَّ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) اجازت دیجئے کہ میں اِس **منافق کی گردن ماردوں**۔ فرمایا کہ اسے رہنے دے کہ اس کی **نسل** سے ایسے ایسے لوگ پیدا ہونے والے ہیں۔ ﴿وہابیہ کی طرف اشارہ فرمایا﴾

اُس سے فرمایا: افسوس اگر میں تجھ پر عدل نہ کروں تو کون عدل کرے گا، اور فرمایا **اللہ** (عَزَّوَجَلَّ) رحم فرمائے میرے بھائی موسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پر کہ اِس سے زائد ایذا دیئے گئے۔

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب ذکر الخوارج و صفاتھم، الحدیث ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ص ۵۳۱)

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت

علما فرماتے ہیں: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک اُس دن کی عطا سخی بادشاہوں کی عمر بھر کی داد و دِہش (یعنی سخاوت و بخشش) سے زائد تھی، جنگل غنائم سے بھرے ہوئے ہیں اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم) عطا فرما رہے ہیں اور مانگنے والے ہجوم کرتے چلے آتے ہیں اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم) پیچھے ہٹتے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب سب اَموال تقسیم ہو لئے ایک اَعرابی (یعنی عرب کے دیہات میں رہنے والے) نے رِدائے مبارک (یعنی چادر مبارک) بدنِ اقدس پر سے کھینچ لی کہ شانہ و پشتِ مبارک پر اس کا **نشان** بن گیا، اس پر اِتنا فرمایا: اے لوگو! جلدی نہ کرو، واللہ کہ تم مجھ کو کسی وقت **بخیل** نہ **پاؤ گے**۔ (ملتقطاً، صحیح البخاری، کتاب الجھاد و السیر، باب الشجاعۃ فی الحرب......الخ، الحدیث ۲۸۲۱، ج۲، ص ۲۶۰)

حق ہے، اے مالکِ عرش (عَزَّوَجَلَّ) کے نائبِ اکبر! قسم ہے اس کی جس نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم) کو حق کے ساتھ بھیجا کہ دونوں جہان کی نعمتیں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم) ہی کی عطا ہیں۔ دونوں جہان حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم) کی عطا سے ایک حصہ ہیں۔

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا

وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

بے شک دنیا و آخرت حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم) کی بخشش سے ایک حصہ ہیں اور لوح و قلم کے تمام علومِ "مَاکَانَ وَمَایَکُوْن" (یعنی گذشتہ و آیندہ) حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم) کے علوم سے ایک ٹکڑا۔ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْكَ وَسَلَّمَ وَعَلٰى اٰلِكَ وَصَحْبِكَ وَبَارَكَ وَكَرَّمَ

نمازی کا قتل

ایک روز بارگاہِ رسالت (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم) میں صحابۂ کرام (علیہم الرضوان) حاضر ہیں، ایک شخص آیا، اور کنارۂ مجلسِ اقدس پر کھڑے ہو کر مسجد میں چلا گیا؟ ارشاد فرمایا کہ کون ہے کہ اسے **قتل** کرے۔ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ اٹھے اور جا کر دیکھا وہ نہایت خشوع و خضوع سے **نماز** پڑھ رہا ہے۔ صدیقِ اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا ہاتھ نہ اٹھا کہ ایسے نمازی کو عین نماز کی

حالت میں قتل کریں۔ واپس حاضر ہوئے اور سب ماجرا عرض کیا۔ ارشاد فرمایا کہ کون ہے کہ اسے قتل کرے؟ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور انہیں بھی وہی واقعہ پیش آیا۔ **حضور** (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم) نے پھر اِرشاد فرمایا: ''کون ہے کہ اسے **قتل** کرے؟'' مولیٰ علی (کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم) اٹھے اور عرض کی کہ یارسولَ اللہ (عَزَّوَجَلَّ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم) میں۔ فرمایا ہاں تم، اگر تمہیں ملے مگر تم اُسے نہ پاؤ گے۔ یہی ہوا مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب تک جائیں وہ نماز پڑھ کر چلتا ہوا۔ ارشاد فرمایا: **''اگر تم اسے قتل کردیتے تو اُمت پر سے بڑا فتنہ اٹھ جاتا۔''**

(ملتقطاً، مسند امام احمد بن حنبل، مسند ابو سعید، الحدیث ۱۱۱۱۸، ج ٤، ص ۳۳)

یہ تھا وہابیہ کا باپ جس کی ظاہری ومعنوی نسل آج دنیا کو گندہ کررہی ہے۔ اس نے **مجلسِ اقدس** کے کنارے پر کھڑے ہوکر ایک نگاہ سب پر کی اور دل میں یہ کہتا ہوا چلا گیا تھا کہ مجھ جیسا ان میں ایک بھی نہیں، یہ **غرور** تھا اس **خبیث** کو اپنی نماز وتقدُّس (یعنی پرہیزگاری) پر اور نہ جانا کہ نماز ہو یا کوئی عملِ صالح وہ سب اس سرکار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم) کی غلامی وبندگی کی فرع ہے جب تک اُن کا **غلام** نہ ہولے کوئی بندگی کام نہیں دے سکتی، (یعنی حضور جانِ عالَم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی غلامی مثلِ ''جڑ'' ہے اور اَعمالِ صالحہ مثلِ ''شاخ''، اور پُر ظاہر کہ شاخ بغیر جڑ کے محض باطل وبیکار۔)

تعظیمِ رسُول

ولہٰذا قرآنِ عظیم میں اِن کی تعظیم کو اپنی عبادت سے مُقدَّم رکھا کہ فرمایا:

لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ	تاکہ تم ایمان لاؤ **اللہ** ورسول پر اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو،
وَ تُوَقِّرُوْهُؕ وَ تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِیْلًا۝	اور صبح وشام **اللہ** کی پاکی بولو یعنی نماز پڑھو۔

(پ ۲٦، الفتح: ۹)

تو سب میں مقدم **ایمان** ہے کہ بے اس کے **تعظیمِ رسول** مقبول نہیں، اس کے بعد تعظیمِ رسول ہے کہ بے اسکے **نماز** اور کوئی **عبادت** مقبول نہیں، یوں تو عبداللہ تمام جہان ہے مگر سچا عبداللہ وہ ہے جو عبدِ مصطفٰے (یعنی غلامِ مصطفٰے) ہے ورنہ عبدِ شیطان ہوگا۔ اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہ تَعَالٰی